قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 28/ اکتوبر 2022ء | 1/ ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 28/ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:234

ارشادِ باری تعالیٰ

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۳﴾

(المائدہ:3)

ترجمہ: اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

فرمانِ رسولؐ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِصَاحِبِہٖ وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِجَارِہٖ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دوستوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے سب سے بہتر ہے اور ہمسائیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہترین ہے جو اپنے ہمسائے کے لئے بہترین ہے۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حق الجوار)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

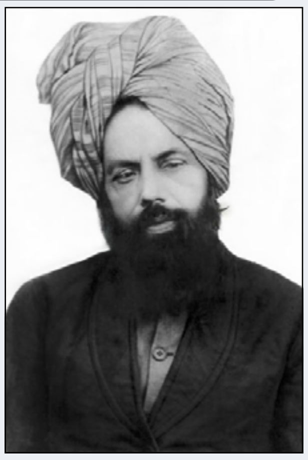

اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی۔ کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے۔ بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اور طرح قابل ثمر نہیں رہتے۔ غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں ان کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے لیے جو جماعت تیار ہوتی ہے وہ بھی کَزَرۡعٍ ہوتی ہے۔ اسی لیے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے۔ پس یہ دستور ہونا چاہیے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں؛ ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی (المائدہ:3) کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضرور ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے۔ بلکہ اجماع میں چاہیے کہ قوت آ جاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں۔ معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکا دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 263-264 ایڈیشن 1984ء)

فرمانِ خلیفہ وقت

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے قضا اور جھگڑوں کے مقدموں کے حوالے سے بھی کچھ باتیں کی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ جن کو آپ نے اپنی تعلیم میں شامل کیا ہے یہ آپ کی اپنے ماننے والوں سے توقعات اور ان کے لئے آپ کے دل کے درد کا اظہار ہے۔ انسان جب کشتی نوح میں تعلیم کے مکمل حصہ کو پڑھتا ہے تو ہل کر رہ جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ چند الفاظ بھی بار بار ہمارے سامنے لائے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو معاف کرنے اور صلح کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تذلّل بھی اختیار کرتے ہیں، صلح کے لئے ہر شرط کو قبول کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرا فریق ظلم کا رویّہ اپناتا ہے۔ اگر حقیقت میں دوسرا فریق ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا اور پھر آگے یہ بھی فرمایا کہ ’’بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پس وہ لوگ جو ضد کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا انذار ہے۔ انہیں ہوش کرنی چاہئے۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم فساد نہیں کریں گے۔ نفسانی جوشوں سے بچیں گے۔ اور دوسری طرف صلح سے بھی گریز کرتے ہیں۔ تو پھر یہ عہد بیعت سے دُوری ہے۔ عہد بیعت کو نبھانا نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 18 اگست 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- جہاں ہو ذکر ترا وہ مقام رحمت ہے (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- اسلامی سال کا چوتھا قمری مہینہ
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ امریکہ 2022ء
- چوہدری خالد سیف اللہ خان مرحوم کا ذکر خیر

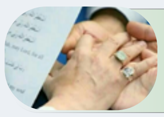

دربارِ خلافت

آسٹریلیا خدام کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں خلیفہ کے انتخاب کی وضاحت

سوال: پیارے حضور ہمیں اس بات کا علم ہے کہ خلفاء کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ہم اس بات کا ثبوت غیر احمدیوں کو کس طرح دے سکتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ لوگوں کے ذریعے چنا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’دیکھیں اللہ تعالیٰ بندوں کو استعمال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو مجلس انتخابِ خلافت کے ممبر ہیں جو خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے۔ میرے انتخاب میں بھی۔ میں لوگوں میں پہچانا نہیں جاتا تھا۔ میرے خیال میں پانچ فیصد سے زیادہ لوگ میرے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ کچھ عرب تھے، غیر ملکی تھے، افریقن تھے، وہ کہتے ہیں کہ اچانک کچھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ تم اپنا ہاتھ اس شخص کے حق میں کھڑا کرو۔ چنانچہ، گو لوگ اس شخص کا انتخاب کرتے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ان کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اچھی خاصی تعداد میں مختلف لوگوں کی روایات اور تاثرات ہیں جس میں انہوں نے بیان کیا کہ انتخاب کے دوران ان کی کیا کیفیات تھیں اور کیا ہوا۔ اگر آپ اسے پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں تو آپ اپنے غیر احمدی دوستوں، بلکہ اپنے ساتھ خدام کو بھی کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے بھی کئی ممبران ہیں جو اس بارے میں واضح نہیں ہیں۔ ان کے دماغوں میں کچھ شبہات ہیں چنانچہ آپ کو ان کے شبہات دور کرنے ہوں گے۔ پہلے آپ پڑھیں اور پھر ان کے شبہات دور کریں۔ قرآن کریم میں بھی لکھا ہے کہ مختلف طریق ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ خود کسی کو مقرر کرتا ہے جیسا کہ انبیاء ہیں۔ کبھی کچھ افراد کے ذریعے اور یہ ہم تاریخ اسلام میں بھی دیکھتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کو کس نے منتخب کیا؟ انصار اور مہاجرین میں اختلاف تھا۔ وہ اپنے اپنے قبائل سے اور اپنی قوم سے چننا چاہتے تھے۔ انصار کہہ رہے تھے ہمارا خلیفہ انصار میں سے ہو۔ مہاجرین کہہ رہے تھے کہ نہیں ہم اپنا خلیفہ مہاجرین میں سے چنیں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے اس معاملے میں تقریر کی اور بعد ازاں باآسانی اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہم حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کریں۔ یہی بات حضرت عمرؓ کے انتخاب کے موقع پر ہوئی اور یہ اسلامی تاریخ میں ہے اور اسی کی ہمارے نظام میں پیروی ہوتی ہے۔ ہم نے کوئی نیا نظام نہیں شروع کیا۔ ہم تو اسی پرانے نظام کی پیروی کر رہے ہیں۔ اگر یہ سوال غیر احمدی مسلمانوں کے لئے ہے تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ آپ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ منتخب خلفاء تھے۔ ان سب کا انتخاب انسانوں نے کیا تھا۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کا انتخاب ہوتا ہے۔ اگر وہ عیسائی یا اور افراد ہیں تو آپ کو ان کو کھول کر بیان کرنا ہوگا۔ کیونکہ بہت سے شواہد ہیں، بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اچانک ہمارے دل میں آیا کہ اس شخص کے حق میں ووٹ دیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور وہی لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔‘‘

سوال: اگر کسی کے پاس کوئی جماعتی خدمت ہے اور اگر جماعت کی طرف سے مزید کوئی خدمت مل رہی ہو لیکن اس وجہ سے خدمت لینے سے معذرت کر لی جائے کہ شاید اس کا صحیح طور پر حق ادا نہیں کیا جا سکتا تو کیا اس کا انکار جماعتی نافرمانی ہو گی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’بات یہ ہے کہ آپ بتا دیں کہ میرے پاس یہ جماعتی خدمت ہے اور اگر مزید مجھے خدمت دی جائے تو ہوسکتا ہے کہ میں خدمت سے انصاف نہ کرسکوں۔ اگر آپ کے پاس خدام الاحمدیہ کا کوئی کام ہے لیکن آپ جماعتی الیکشن میں کسی خدمت کے لیے منتخب ہو جاتے ہیں تو جماعتی خدمت پہلی preference ہے۔ پھر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کا کام آپ جاری نہیں رکھ سکتے تو پھر آپ خدام الاحمدیہ کو کہہ سکتے ہیں کہ جماعتی طور پر مجھے فلاں خدمت کے لیے منتخب کیا گیا ہے اور جماعتی خدمت پہلی preference ہے اس لیے خدام الاحمدیہ کا میرا کام کسی اور کو دے دیں۔ لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انصاف کر سکتے ہیں تو پھر جاری رکھیں۔ پہلی خدمت جماعتی اور دوسری ذیلی تنظیموں کی۔‘‘

(ورچوئل ملاقات 26/ جون 2022ء بحوالہ الفضل آن لائن 30/ ستمبر 2022ء صفحہ 7)

جہاں ہو ذکر ترا وہ مقام رحمت ہے

سبھی کے واسطے اک رفعت و ہدایت ہے
جہاں ہو ذکر ترا وہ مقام رحمت ہے

جھکاؤ سر کو عقیدت کی بارگاہوں میں
جبینِ عشق کو اس بادشاہ سے نسبت ہے

وہ جس کا کلمہ محبت ہی بس محبت تھا
اسی کے نام پہ نفرت کی اب تجارت ہے

وہ جنتوں کا ولی، وہ صداقتوں کا ولی
ملائکہ کی جبیں خم اسی کی شوکت ہے

درِ حبیب کی چوکھٹ سے خوشبوئیں لے کر
ہر ایک پھول کی کھلتی ہوئی سی رنگت ہے

سچا ہوا ہے ہر اک راستہ ہمارا اب
کہیں پہ سنتیں ہیں اور کہیں روایت ہے

ہر ایک دل یہاں معمور ہے محبت سے
دِیا بنی ہوئی اس نور کی ہی آیت ہے

دیا جیم۔ فجی

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

آسمانی تعلیم و تربیت

قسط 41

چوں حاجتے بود بادیب دگر مرا
من تربیت پذیر ز ربّ مہیمنم

مجھے کسی اور استاد کی ضرورت کیوں ہو۔ میں تو اپنے خدا سے تربیت حاصل کئے ہوئے ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 658)

اللہ تبارک تعالیٰ خود اپنے انبیا کا معلّم ہو کر ان کو علوم آسمانی سے بہرہ ور فرماتا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا

(البقرہ:32)

اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا کہ اٰتَیۡنٰهُ حُکۡمًا وَّعِلۡمًا (الانبیاء:75) اسے ہم نے حکمت وعلم عطا کیا تھا دیگر انبیاء کے بارہ میں بھی یہی فرمایا گیا وَکُلًّا اٰتَیۡنَا حُکۡمًا وَّعِلۡمًا (الانبیاء:80) اور ہر ایک کو ہم نے حکمت اور علم عطا کئے۔

نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ (النساء:114) اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا۔

تلاوت آیات، قرآن کا علم وحکمت اور تزکیہ نفوس

آنحضور ﷺ کے ساتھ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۳۰﴾

(البقرہ:130)

اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم وتربیت دے کر تلاوت آیات اور کتاب کی تعلیم وحکمت سکھانے کے لئے آنحضور ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ انبیائے کرام کی بعثت حادثاتی یا اتفاقی طور پر نہیں ہوتی۔ اللہ قادر و توانا ہزارہا سال پشت ہا پشت ان کے جوہر کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر اپنے خاص فضل وکرم سے اپنے نور سے ممسوح کر کے پاک فطرت ودیعت کر کے پیدائشی طور پر اخلاق فاضلہ سے مزین کر کے اس پاک نفس کو بھیجتا ہے جس کی سرشت میں صرف بھلائی اختیار کرنا اور برائی سے دور ہٹنا شامل ہوتا ہے۔ یہ خصوصیات کوئی دنیاوی استاد نہیں سکھا سکتا۔ رسول پاک ﷺ تو اُمّی تھے حضرت جبرائیل جب غار حرا میں اللہ کا پیغام لے کر آئے اور آپ ﷺ کو پڑھنے کا ارشاد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ما انا بقاری میں تو پڑھنا نہیں جانتا اور یہ حقیقت تھی۔ پھر آپ ﷺ کو جو کچھ سکھایا اللہ پاک نے خود سکھایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی سرکار سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے صرف آنحضرت ﷺ کو ''النبی الامی'' کا امتیازی قابل فخر خطاب عطا ہوا۔ یہ آپ ﷺ سے خاص تھا۔

خدائے رحمان نے خود قرآن پاک سکھایا

وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّکَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۳﴾

(الشعراء:53)

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک زندگی بخش کلام وحی کیا۔ تو جانتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم ہی نے اسے نور بنایا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً تو سیدھے راستہ کی طرف چلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ ﷺ کے نبی امی ہونے کی حکمت سمجھاتے ہیں:

''متقی کا معلم خدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر امیت غالب ہوتی ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس لئے امی بھیجا کہ باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جنہوں نے دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک، کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی۔ جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت ﷺ علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے۔ جس نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ آپ کا امی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الاعراف صفحہ 241)

آپ کا ہر کلام وحیٔ الٰہی کے تحت ہوتا

آپ کی ہر بات میں خدا تعالیٰ بولتا۔ ہمہ وقت فرشتے آپ کو اپنے حصار میں رکھتے۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۴﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۵﴾

(النجم: 4-5)

یہ تو محض ایک وحی ہے جو اتاری جارہی ہے اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔

صاحب تجربہ کی تشریح دیکھئے:

''نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔۔۔لیکن قرآن کریم کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر یک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 353)

کشفی طور پر دنیاوی آلائشوں سے پاک کیا

حضرت رسول پاک ﷺ کو بہت چھوٹی عمر میں آلائشوں سے پاک کر دیا گیا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ آنحضرت ﷺ بعض بچوں کے ساتھ مل کر کھیل رہے تھے آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو زمین پر لٹا کر آپ ﷺ کا سینہ چاک کر دیا اور پھر آپ ﷺ کے سینہ کے اندر سے آپ ﷺ کا دل نکالا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور ساتھ ہی کہا کہ یہ کمزوریوں کی آلائش تھی جو اب تم سے جدا کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جبرائیل نے آپ ﷺ کے دل کو مصفیٰ پانی سے دھویا اور سینہ میں واپس رکھ کر اسے پھر جوڑ دیا۔ جب بچوں نے جبرائیل کو آپ ﷺ کو زمین پر گراتے اور سینہ چاک کرتے ہوئے دیکھا تو وہ گھبرا کر دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی دائی کے پاس گئے اور کہا کہ محمد کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ جب یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے تو فرشتہ غائب تھا اور آپ ﷺ ایک خوفزدہ حالت میں کھڑے تھے۔ (مسلم جلد 1 باب الاسراء)

یہ واقعہ ایک کشفی نظارہ تھا۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ معراج کی رات بھی آنحضرتؐ کے ساتھ اسی قسم کے شقّ صدر کا واقعہ ہوا اور فرشتوں نے آپ کا دل نکال کر زمزم کے مصفّا پانی سے دھویا اور پھر اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

(بخاری باب المعراج)

اللہ پاک نے فصاحت عطا فرمائی

حضرت نبی کریم ﷺ امّی تھے تاہم اللہ پاک نے آپ کو عرب میں سب سے زیادہ فصیح بنایا تھا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی اس قدر فصاحت کا سبب کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

اَنَا اَعۡرَبُکُمۡ اَنَا قُرَشِیٌّ وَاسۡتُرۡضِعۡتُ فِیۡ بَنِیۡ سَعۡدِ بۡنِ بَکۡرٍ یعنی میں عربی میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریشی ہوں اور میری رضاعت بنو سعد بن بکر میں ہوئی ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 681)

آپ کا فرمان ہے اُعۡطِیۡتُ جَوَامِعَ الۡکَلِمِ یعنی مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے۔

(مسلم صفحہ 210 حدیث:1167)

یہ جوامع الکلم آپ کی عظمت نبوت کا ثبوت ہیں اور یہ آپ کے خصائص عظیمہ میں سے ہیں۔

فطری وقدرتی نیک رجحان

جو عمر بچے کے ادب آداب سیکھنے کی ہوتی ہے اس میں یہ یتیم بچہ کچھ عرصہ ماں کالاڈ پیار دیکھ اس سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگیا۔ دادا نے پیار دیا مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ آپ چچا کے گھر آ گئے۔ کچھ تو قدرتی طور پر سنجیدہ تھے کچھ حالات نے خاموش رہنا سکھا دیا آپ ایک مؤدب بچے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس زمانے کا بڑا پیارا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں:

ابو طالب بعض دفعہ اپنے بچوں کے سامنے کہتے کہ ”یہ میرا بچہ ہے“ رات کو عموماً اپنے ساتھ سلاتے تھے یہی کوشش رہتی کہ حضرت محمد ﷺ ہر وقت آپ کی آنکھوں کے آگے رہیں۔ کبھی کسی کام کے لئے باہر جاتے تو آ کر تسلی کرتے کہ آپ بھوکے تو نہیں رہے۔ آپ کی چچی بھی آپ پر سختی نہیں کرتی تھیں۔ دراصل آپ اتنی پیاری اداؤں کے مالک تھے کہ سختی کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی۔۔۔ آپ کے چچا کے گھر میں جب کھانا تقسیم ہوتا تھا تو آپ کبھی بڑھ کر مانگا نہیں کرتے تھے۔ باقی بچے لڑ جھگڑ کر مانگتے مگر رسول کریم ﷺ ایک طرف خاموش کھڑے رہتے اور جب آپ کی چچی آپ کو کچھ دیتی تو آپ لے لیتے خود مانگ کر نہیں لیتے تھے۔۔۔ بعض دفعہ ابو طالب جب گھر میں آتے اور وہ رسول کریم ﷺ کو عام بچوں سے الگ ایک طرف کھڑے دیکھتے اور یہ بھی دیکھتے کہ باقی بچے شور کر رہے ہیں اور لڑ جھگڑ کر چیزیں لے رہے ہیں مثلاً مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے تو ایک کہتا میں مٹھائی کی ایک ڈلی نہیں دو ڈلیاں لوں گا۔ دوسرا کہتا ہے اماں مجھے تو تو نے کچھ بھی نہیں دیا اسی طرح ہر بچہ اپنا حق جتا کر چیز کا مطالبہ کر رہا ہے اور رسول کریم ﷺ ایک کونے میں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں تو ابو طالب ان کو بازو سے پکڑ لیتے اور کہتے میرے بچے تو یہاں کیوں خاموش بیٹھا ہے۔ پھر وہ آپ کو لا کر اپنی بیوی کے پاس کھڑا کر دیتے اور کہتے، تو بھی اپنی چچی سے چمٹ جا اور اس سے مانگ۔ مگر رسول کریم ﷺ نہ چمٹتے اور نہ کچھ مانگتے۔ رسول ﷺ کی یہ حالت دراصل ان ہی جذبات کا نتیجہ تھی کہ آپ سمجھتے تھے میرا اس گھر پر کوئی حق نہیں اور جو کچھ مجھے ملتا ہے بطور احسان ملتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 255-256)

لکھنے پڑھنے کی عمر میں دنیاوی استادوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اللہ پاک نے آپ کو اپنی گود میں مثل طفل شیر خوار لے کر سارے علوم سکھا دیے۔ آپ کی حیات طیبہ کا کوئی گوشہ تاریخ کی نظر سے اوجھل نہیں رہا۔ طبعی نیکی اور خدائی تربیت کی روشنی آپ کے افعال و اقوال سے جھلکتی ہے۔ نوعمری سے علیحدگی پسند تھے۔ چند دوست تھے جن کا تعلق اعلیٰ خاندانوں سے تھا مثلاً عبد اللہ بن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) حکیم بن حزام، زید بن عمرو زمانہ جاہلیت میں بھی مشرک نہ تھے دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ آپ ہمیشہ عرب سوسائٹی کی گندی رسوم سے مجتنب رہے۔ مشرکانہ رسوم سے بکلی پرہیز کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا ایک قول مروی ہے فرماتے تھے کہ:

”میں نے بتوں کے چڑھاوے کا کھانا کبھی نہیں کھایا۔“

ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے کبھی بتوں کو پوجا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں ہمیشہ سے ان باتوں کو قابل نفرت سمجھتا رہا ہوں، لیکن اسلام سے پہلے مجھے شریعت اور ایمان کا کوئی علم نہیں تھا۔

(سیرت حلبیہ جلد ا باب ماحفظہ اللہ)

اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات اپنے ساتھی سے کہا جو بکریاں چرانے میں آپ کا شریک تھا کہ تم میری بکریوں کا خیال رکھو تاکہ میں ذرا شہر جا کر لوگوں کی مجلس دیکھ آؤں۔ ان دنوں میں دستور تھا کہ رات کے وقت لوگ کسی مکان میں جمع ہو کر کہانیاں سناتے اور شعر وغزل کا شغل کیا کرتے تھے اور بعض اوقات اسی میں ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی بچپن کے شوق میں یہ تماشہ دیکھنے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس لغو کام میں خاتم النّبیین کی شرکت پسند نہ آئی، چنانچہ ایک جگہ آپ گئے مگر راستے میں ہی نیند آ گئی اور سو گئے اور صبح تک سوتے رہے۔ ایک دفعہ اور آپ کو یہی خیال آیا مگر پھر بھی دست غیبی نے روک دیا۔ زمانۂ نبوت میں آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں نے ساری عمر میں صرف دو دفعہ اس قسم کی مجلس میں شرکت کا ارادہ کیا، مگر دونوں دفعہ روک دیا گیا۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 117 بحوالہ طبری)

اہالیان مکہ کا آپ کو صادق، امین کہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کی سلامت روی معروف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن سے آپ کو سچ بولنے کی تربیت دی تھی۔ مخالفین نے آپ کی زندگی پر کئی جھوٹے اعتراض کئے مگر وہ کوشش کے باوجود آپ کو جھوٹا نہ کہہ سکے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے، عزیز و اقربا نے، دوستوں نے حتیٰ کہ شدید معاند جانی دشمنوں نے برملا آپ کی راست گفتاری کا اعلان کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم و تربیت بھی اللہ تعالیٰ نے کی۔ دنیا بھر میں تلاش کر کے آنحضور ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے کو آپ کی کامل اتباع اور پیروی کا ارشاد فرمایا۔ آپ علیہ السلام کو اس غلامی پر فخر رہا:

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(درثمین)

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو بھی آنحضور ﷺ کو الہام فرماتے ہوئے مبارک الفاظ الہام فرمائے:

كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

(تذکرہ صفحہ 45 ایڈیشن چہارم)

تمام برکتیں محمد ﷺ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس بہت برکت والا ہے وہ بھی جس نے سکھایا وہ بھی بہت برکت والا ہے جس نے سیکھا۔ سکھانے والے محمد ﷺ اور سیکھنے والے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ سبحان اللہ

خدائے رحمان نے خود قرآن پاک سکھایا

رسول کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور خدائے رحمان نے خود سکھایا اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ حضرت اقدس علیہ السلام کو بھی قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے خود سکھایا۔ الہام ہوا: یَآ اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ترجمہ: اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا۔ یہ تو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 265 حاشیہ نمبر 1)

تلاوت آیات، قرآن کا علم وحکمت اور تزکیہ نفوس

جس پائے کی تعلیم و تربیت کی نبی کو ضرورت ہوتی ہے وہ معلم و مربی واحد خدا ہی خاص تائید و نصرت سے عطا فرماتا ہے۔ سورۃ الجمعہ میں مذکور آخرین میں حضرت رسول کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ میں وہی فرائض آپ علیہ السلام کو ادا کرنے تھے جو رسول اکرم ﷺ نے ادا کیے ہیں۔ سوائے اس فرق کے کہ آپ علیہ السلام کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ ﷺ کا کامل متبع رہنا ہے اور آپ کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔ چنانچہ آپ کو الہام ہوا: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الجمعہ: 3-5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے امّی لوگوں میں انہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

آنحضور ﷺ نے آپ علیہ السلام کے صاحب حکمت ہونے کی پیشگوئی بھی فرمائی کہ: ”امام مہدی حکم و عدل ہوگا“

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 156)

آپؑ کا ہر کلام وحیٔ الٰہی کے تحت تھا

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام میں آنحضور ﷺ کی تمام خصوصیات کا عکس رکھ دیا۔ آپ علیہ السلام بھی خدا کے بلائے بولتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

ترجمہ: یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو۔ یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا۔ یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا۔ اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آ گیا۔

(اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 492)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیّت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیّت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93)

کشفی طور پر رجس سے پاک فرمایا

رسول کریم ﷺ کی طرح آپ علیہ السلام کو بھی کشفی حالت میں رجس سے پاک کیا گیا۔فرماتے ہیں:’’میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادّہ نکال دیا ہے اور ایک مصفّا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 351-352)

فطری وقدرتی دینی رجحان اور تعلیم

آپ علیہ السلام کی فطری نیکی کی مثال میں آپ سے منسوب وہ دعا کی درخواست ہے جو نہایت چھوٹی عمر میں اپنی ہم سن لڑکی کو کیا کرتے تھے کہ ’’نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے‘‘’’اس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے دل میں کیسے جذبات موجزن تھے اور آپ کی خواہشات کا مرکز کس طرح خدا ہی خدا ہو رہا تھا اور ساتھ ہی اس ذہانت کا پتہ چلتا ہے جو بچپن کی عمر سے آپ کے اندر پیدا ہو گئی تھی کیونکہ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی آپ تمام خواہشات کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی سمجھتے تھے اور عبادت کی توفیق کا دینا بھی اسی پر موقوف جانتے تھے۔نماز پڑھنے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی جاننا اور پھر اس گھر میں پرورش پا کر جس کے چھوٹے بڑے دنیا کو ہی اپنا خدا سمجھ رہے تھے،ایک ایسی بات ہے جو سوائے کسی ایسے دل کے جو دنیا کی ملونی کو ہر طرح پاک ہو اور دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دینے کے لیے خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو، نہیں نکل سکتی۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صفحہ 9)

بچے کی تعلیم کا زمانہ آیا تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح و مہدی بنانا تھا اس لئے،اگرچہ اس زمانے میں تعلیم عام نہ تھی،آپ کے والد محترم کے دل میں آپ کو تعلیم دلانے کا خاص شوق پیدا کر دیا۔چنانچہ اپنے تفکرات اور اقتصادی مشکلات کے باوجود آپؑ کی تعلیم میں گہری دلچسپی لی۔امّی نبی ہونے کا اعزاز صرف آنحضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے باقی انبیاء کو کچھ نہ کچھ دنیاوی تعلیم حاصل کرنا پڑی۔

اپنی ابتدائی تعلیم کے بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلّم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 179-181 حاشیہ)

مطالعہ کے لئے آپؑ کے موضوعات کے چناؤ،سنجیدگی اور متانت کے بارے میں کئی روایات ہیں۔جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خاص مقصد کے لئے تیار کر رہا تھا۔سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں سنجیدگی کا عالم دیکھئے۔آپ فرماتے ہیں:

’’میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں۔میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے۔جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں۔کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔سولہ یا سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں۔مگر ایک طرفۃ العین کے لیے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو مذبذب یا متاثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے میں جوں جوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا تھا۔اسی قدر ان اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی تھی اور رسول کریم ﷺ کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا۔‘‘

(حیات احمد جلد اول صفحہ 398-399)

اللہ پاک نے معجزانہ طور پر عربی زبان کا علم اور فصاحت عطا فرمائی

آپ علیہ السلام کو دینی کتب پڑھنے کے لئے انگریزی اور عبرانی سیکھنے کا خیال آیا تو زیادہ دیر نہ چلا لیکن عربی کیسے سیکھی؟اس کے لئے پہلے ایک حدیث پڑھئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔’’اَلْمَھْدِیُّ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ یُصْلِحُہُ اللّٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ‘‘ کہ مہدی ہم میں سے اور ہمارے اہل بیت سے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ایک ہی رات میں صالح بنا دے گا۔ایک دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ آئے ہیں کہ اَلْمَھْدِیُّ یُصْلِحُہُ اللّٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ کہ مہدی کو اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں صالح بنا دے گا۔

(سُنَن ابن ماجہ کِتَابُ الْفِتَنِ باب 43 خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ،حدیث نمبر4085)

1893ء میں ہندوستان کے بعض علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی دانی پر اعتراض کیا اور حضور علیہ السلام کو علوم عربیہ سے بے بہرہ قرار دیا۔مخالف علماء کی اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور مدد طلب فرمائی۔اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں قبول فرمایا کہ ایک ہی رات میں عربی زبان کے 40 ہزار مادے آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائے گئے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے عربی زبان کا علم دیئے جانے کے بعد حضور علیہ السلام نے عرب و عجم کے علماء کے کبر کو توڑنے کے لئے اور اہل عرب پر حجت قائم کرنے کے لئے فصیح و بلیغ عربی زبان میں کم و بیش 24 کتب بھی تحریر فرمائیں جن میں ہزاروں روپیہ کے انعامی چیلنج بھی دیئے لیکن کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوسکی۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 496)

نیز حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:’’قلت جہد اور معمولی جستجو کے باوجود عربی زبان میں میرا کمال حاصل کرنا میرے رب کی طرف سے واضح نشان ہے تا کہ وہ لوگوں پر میرا علم اور ادب ظاہر فرمائے پس مخالفین کے گروہ میں کوئی ہے جو اس امر میں میرے ساتھ مقابلہ کر سکے اور اس معمولی کوشش کے باوجود مجھے چالیس ہزار عربی لغات سکھائے گئے ہیں اور مجھے علوم ادبیہ میں کامل وسعت عطا کی گئی ہے۔‘‘

(ترجمہ از مکتوب احمد،روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 234)

’’ہمارا تو دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے۔‘‘

(نزول المسیح،روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 437)

آپ کا منظوم کلام تین زبانوں میں ملتا ہے۔جو بے مثال ہے۔تقریر بھی اعلیٰ تھی۔اللہ تعالیٰ کی سند ہے۔

’’در کلامے تو چیزے است کہ شعراء را در آں دخلے نیست‘‘

(تذکرہ صفحہ 805)

تیرے کلام میں ایک ایسی چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔

عربی میں آپ علیہ السلام نے ایک خطبہ بھی فی البدیہہ ارشاد فرمایا کہ:

’’خدا نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔آج صبح کے وقت الہام ہوا ہے کہ مجمع میں عربی میں تقریر کرو۔تمہیں قوت دی گئی ہے۔میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا، شاید یہی مجمع ہو اور نیز الہام ہوا ہے کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔‘‘

اس خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔’’تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی،ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے،کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام ’’خطبہ الہامیہ‘‘ رکھا گیا ہے، لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہو گی۔سبحان اللہ!اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا۔کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا...یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 375-376 نشان نمبر 165)

تفسیر نویسی میں بھی آپ علیہ السلام نے چیلنج دیئے کوئی مقابل نہ آیا

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

’’آج میری قوم نے میرے مقام کو نہیں پہچانا لیکن وہ دن آتا ہے کہ میرے مبارک اور خوش بخت زمانہ کو یاد کر کے لوگ رویا کریں گے۔‘‘

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 36

سوال: ایک عرب خاتون نے حضور انور کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کسی خاتون نے اس سے پوچھا ہے کہ کیا اس کیلئے عورتوں کی بھنوؤں اور جسم پر ٹیٹو بنانے کا کاروبار کرنا جائز ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 27 اپریل 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات عطاء فرمائیں:

جواب: ٹیٹو بنانا اور بنوانا تو جائز نہیں ہے۔ احادیث میں بھی اس کی ممانعت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے حصول کی خاطر جسموں کو گودنے والیوں، گدھوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں اور بالوں میں پیوند لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت کی ہے جو خدا کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس)

اسلام کا ہر حکم اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض اسلامی احکامات کا ایک خاص پس منظر ہوتا ہے، اگر اس پس منظر سے ہٹ کر ان احکامات کو دیکھا جائے تو حکم کی شکل بدل جاتی ہے۔ آنحضور ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا میں اور خاص طور پر جزیرۂ عرب میں جہاں مختلف قسم کے شرک کا زہر ہر طرف پھیلا ہوا تھا وہاں مختلف قسم کی بے راہ رویوں نے بھی انسانیت کو اپنے پنجہ میں جگڑا ہوا تھا اور عورتیں اور مرد مختلف قسم کی مشرکانہ رسوم اور معاشرتی برائیوں میں مبتلا تھے۔

مذکورہ بالا امور کی ممانعت پر مبنی احادیث میں دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی مقصود ہو اور دوسرا حسن کا حصول پیش نظر ہو۔

ان دونوں باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پہلی بات یعنی خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی جہاں معاشرتی برائیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں مشرکانہ افعال کی بھی عکاسی کرتی ہے چنانچہ بالوں میں لمبی گوتیں لگا کر سر پر بالوں کی پگڑی بنا کر اسے بزرگی کی علامت سمجھنا، کسی پیر اور گرو کی نذر کے طور پر بالوں کی لٹیں بنانا یا بودی رکھ لینا، چار حصوں میں بال کر کے درمیان سے استرے سے منڈوا دینا اور اسے باعث برکت سمجھنا۔ اسی طرح برکت کیلئے جسم، چہرہ اور بازو وغیرہ پر کسی دیوی، بت یا جانور کی شکل گندھوانا۔ یہ سب مشرکانہ طریق تھے اور ان کے پیچھے مذہبی توہمات کارفرما تھے۔

دوسری بات یعنی حسن کے حصول کی خاطر ایسا کرنا، بعض اعتبار سے معاشرتی بے راہ روی اور فحاشی کو ظاہر کرتی ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے انسان کا اپنی خوبصورتی کیلئے کوئی جائز طریق اختیار کرنا منع نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اچھا لگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری جوتی اچھی ہو، تو کیا یہ تکبر میں شامل ہے؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ تکبر نہیں ہے۔ تکبر تو حق کا انکار کرنے اور دوسروں کو حقیر جاننے کا نام ہے اور اس کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ) اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ بچیوں کی جب شادی ہوتی تھی تو انہیں بھی اس زمانہ کے طریق کے مطابق بناؤ سنگھار کر کے تیار کیا جاتا اور خوبصورت بنایا جاتا تھا۔

(صحیح بخاری کِتَاب الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا بَاب الِاسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ)

(فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب النکاح بَاب اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوسِ وَغَيْرِهَا)

پس جس حسن کے حصول پر حضور ﷺ نے لعنت کا انذار فرمایا ہے، اس کا یقیناً کچھ اور مطلب ہے۔ چنانچہ جب ہم اس حوالہ سے ان احادیث پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ ان باتوں کی ممانعت کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کئے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یہود میں فحاشی عام تھی اور مدینہ میں فحاشی کے کئی اڈے موجود تھے، جن میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی تھیں، اس لئے رسول خدا ﷺ نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس وقت اس سے منع فرما دیا۔

پس ان چیزوں کی ممانعت میں بظاہر یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ان کے نتیجہ میں اگر انسان کی جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہو جائے کہ مرد و عورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا کی ہے وہ ختم ہو جائے، یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا ان امور کو اس لئے بجا لایا جائے کہ اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے تو یہ سب افعال ناجائز اور قابل مواخذہ قرار پائیں گے۔

پس جہاں تک ٹیٹو بنوانے کا تعلق ہے تو مرد ہو یا عورت اس کے پیچھے صرف یہی ایک مقصد ہوتا ہے کہ اس کی نمائش ہو اور اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے۔ اسی لئے لوگ عموماً ٹیٹو جسم کے ایسے حصوں پر بنواتے ہیں جنہیں وہ عام لوگوں میں کھلا رکھ کر اس کی نمائش کر سکیں۔ لیکن اگر کوئی ٹیٹو جسم کے ستر والے حصہ پر بنواتا ہے تو اس کے پیچھے بھی یہی سوچ ہوتی ہے کہ تا بُرائی اور افعال بد کے ارتکاب کے وقت اپنی مخالف جنس کے سامنے ان پوشیدہ اعضاء پر بنے ٹیٹو کی نمائش کی جا سکے۔ یہ دونوں طریق ہی اسلامی تعلیمات کے منافی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

علاوہ ازیں ٹیٹو کے کئی ظاہری اور میڈیکل نقصانات بھی ہیں۔ چنانچہ جسم کے جن حصوں پر ٹیٹو بنوایا جاتا ہے، اس جگہ جلد کے نیچے پسینہ لانے والے گلینڈ بُری طرح متاثر ہوتے ہیں اور ٹیٹو بنوانے کے بعد جسم کے ان حصوں پر پسینہ آنا کم ہو جاتا ہے، جو طبی لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ اسی طرح بعض قسم کے ٹیٹو چونکہ مستقل طور پر جسم کا حصہ بن جاتے ہیں، اس لئے جسم کے بڑھنے یا سکڑنے کے ساتھ ٹیٹو کی شکل میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے، جس سے ٹیٹو بظاہر اچھا لگنے کی بجائے بدصورت لگنے لگتا ہے اور کئی لوگ پھر اسے وبال جان سمجھنے لگتے ہیں لیکن اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ لہٰذا ان وجوہ کی بناء پر بھی ٹیٹو بنوانا ایک لغو کام ہے۔

باقی جہاں تک عورتوں کے اپنی جائز اور اسلامی حدود میں رہتے ہوئے خوبصورتی کیلئے بھنویں بنوانے کا تعلق ہے تو حضور ﷺ نے ان برائیوں کے پس منظر میں جہاں اُس وقت مومن عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا وہاں تکلیف یا بیماری کی بناء پر اس کا استثناء بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ النَّامِصَةِ وَالْوَاشِرَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ إِلَّا مِنْ دَاءٍ (مسند احمد بن حنبل) یعنی میں نے حضور ﷺ کو عورتوں کو موچنے سے بال نوچنے، دانتوں کو باریک کرنے، مصنوعی بال لگوانے اور جسم کو گودنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ ہاں کوئی بیماری ہو تو اس کی اجازت ہے۔

اسلام نے اعمال کا دار و مدار نیتوں پر رکھا ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت جائز طریق پر اور جائز مقصد کی خاطر ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان افعال کے نتیجہ میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا کسی مشرکانہ رسم کا اظہار ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہو، مثلاً اس زمانہ میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو پھر یہ کام حضور ﷺ کے اسی انذار کے تحت ہی شمار ہو گا اور اس کی اجازت نہیں ہے۔

پھر اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور فساد کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دیکر فساد کو روکنے کا حکم دیا ہے اور بعض ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ رشتے اس لئے ختم کر دیئے گئے یا شادی کے بعد طلاقیں ہوئیں کہ مرد کو بعد میں پتہ چلا کہ عورت کے چہرے پر بال ہیں۔ اگر چند بالوں کو صاف نہ کیا جائے یا کھنچوایا نہ جائے تو اس سے مزید گھروں کی بربادی ہو گی۔ ناپسندیدگیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور آنحضور ﷺ کا اس حکم سے یہ مقصود بہرحال نہیں ہو سکتا کہ معاشرے میں ایسی صورتحال پیدا ہو کہ جس کے نتیجہ میں گھروں میں فساد پھیلے۔ ایسے سخت الفاظ کہنے میں جو حکمت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ باتیں چونکہ دیوی، دیوتاؤں وغیرہ کی خاطر اختیار کی جاتی تھیں یا ان کے نتیجہ میں فحاشی کو عام کیا جاتا تھا، اس لئے آپ نے سخت ترین الفاظ میں اس سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور اس طرح مشرکانہ رسوم و عادات اور فحاشی کی بیخ کنی فرمائی ہے۔

(نوٹ از مرتب: مذکورہ بالا جواب کے کچھ حصہ قبل ازیں بھی مختلف اقساط میں بعض سوالات کے جواب میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن یہاں پر مکمل اور یکجا صورت میں اس جواب کو جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا سوال کے جواب میں عطاء فرمایا قارئین کے استفادہ کیلئے درج کیا جا رہا ہے۔)

سوال: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 مئی 2021ء میں اس مسئلہ پر درج ذیل اصولی ہدایات عطاء فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی

ادائیگی کے بعد اس روز نماز جمعہ اور نماز ظہر دونوں نہ پڑھنے کے بارہ میں تو صرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ہی موقف اور عمل ملتا ہے اور وہ بھی ایک مقطوع روایت پر مبنی ہے، نیز اس روایت کے دو راویوں کے بیان میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ جبکہ مستند اور قابل اعتماد روایات میں تو حضور ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے یا تو اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے اور دور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں اور بعض مواقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ ادا نہیں کیا لیکن ظہر کی نماز ضرور اپنے وقت پر ادا کی گئی۔

یہی موقف اور عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی ملتا ہے۔سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک مرتبہ کے عمل کے کہ جب آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اسی مذکورہ بالا روایت پر عمل کرتے ہوئے عید پڑھانے کے بعد نہ جمعہ ادا کیا اور نہ ظہر کی نماز پڑھی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے کسی قول یا فعل پر مبنی نہیں ہے اس لئے صرف اس مقطوع روایت کی وجہ سے جس کے راویوں کے بیانات میں بھی تضاد موجود ہے فرض نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس روایت پر مبنی حصہ کو فقہ احمدیہ سے حذف کر دیں اور فقہ احمدیہ میں لکھیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پرضرور ادا کی جائے گی۔

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار کیا کہ بارہ بجے سے ایک بجے تک نیز جب سورج نکل رہا ہو تو قرآن کیوں نہیں پڑھنا چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 مئی 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: آپ کے خط میں بیان اوقات میں قرآن کریم پڑھنے سے تو کہیں منع نہیں کیا گیا۔ البتہ دن کے تین اوقات میں (جب سورج طلوع ہو رہا ہو، جب سورج غروب ہو رہا ہو اور دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر ہو) آنحضور ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے اس ممانعت کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ السلمیؓ روایت کرتے ہیں: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔ (صحیح مسلم کتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا باب اسلام عمرو بن عبسہ) یعنی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! مجھے اس بارہ میں بتایئے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے بارہ میں بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رُکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے کیونکہ جب یہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ سایہ کم ہو کر نیزہ کے برابر ہو جائے۔ پھر نماز سے رُکے رہو یقیناً اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رُکے رہو کیونکہ اس وقت سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

پس ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ لیکن قرآن کریم پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ اس لئے قرآن کریم آپ بے شک جس وقت چاہیں پڑھیں، اس میں کوئی روک نہیں ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ’’Short Selling‘‘ کے حلال و حرام ہونے کے بارہ میں راہنمائی چاہی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 مئی 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل میں ’’Short Selling‘‘ جلد پیسہ کمانے کا ایک آسان راستہ سمجھا جاتا ہے، جس میں بعض لوگ شیئرز رکھنے والے بروکرز سے کچھ شیئرز ادھار لیکر انہیں بازار میں مہنگے داموں بیچتے اور پھر ان شیئرز کے سستے ہونے پر انہیں بازار سے خرید کر بروکرز کو واپس کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں منافع کا ایک حصہ یہ لوگ کماتے ہیں اور ایک حصہ بطور کمیشن بروکر کو دیتے ہیں۔

اسلام نے جس طرح زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی فرمائی ہے، تجارت میں بھی صاف اور سیدھی راہ اختیار کرنے اور کھری اور دو ٹوک بات کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے تجارت کے معاملہ میں اس حد تک ہدایت فرمائی کہ اگر تمہارے مال میں کوئی نقص ہو تو اسے مت چھپاؤ بلکہ واضح طور پر گاہک کو اس نقص سے آگاہ کرو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من غشنا فلیس منا) ماپ تول کو پورا رکھو، اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرو اور جب تک خریدا ہوا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لو اسے آگے فروخت مت کرو۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب الکیل علی البائع والمعطی)

پس ہر کاروبار پوری طرح تحقیق کر کے کرنا چاہئے تا کہ نہ انسان خود دھوکہ کھائے اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو دھوکہ دے۔ ’’Short Selling‘‘ کے کاروبار میں کمپنیوں کی سطح پر بھی اور انفرادی طور پر بھی خریدار کو دھوکہ دیا جا رہا ہوتا ہے اور جن شیئرز کی قیمت گرنے والی ہوتی ہے انہیں اس نیت سے فروخت کیا جاتا ہے کہ چند دن بعد جب ان شیئرز کی قیمت گرے گی تو انہیں سستے داموں خرید کر اصل مالک کو شیئرز واپس کر دیئے جائیں گے۔ گویا اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ ان شیئرز کی چند دنوں میں قیمت گر جائے گی خریدار کو اندھیرے میں رکھ کر اسے یہ شیئرز فروخت کیا جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں سٹاک مارکیٹ کے حوالہ سے ہونے والے مختلف کاروباروں میں سے ’’Short Selling‘‘ کا کاروبار ایک لحاظ سے جوا کی ہی صورت رکھتا ہے اس لئے بعض اوقات Short Sellers کو فائدہ ہونے کی بجائے بہت بڑا نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے جیسا کہ کچھ عرصہ قبل Game Stop کے شیئرز کے معاملہ میں ہوا تھا۔

پس اسلام تعلیمات کی روشنی میں ایک مومن تاجر کی ذمہ داری ہے کہ نہ خود دھوکہ کھائے اور نہ دوسروں کو دھوکہ دے بلکہ صاف صاف تجارت کر کے مالی فائدہ اٹھائے اور اپنے رب کو راضی رکھے۔

سوال: ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اس کے بچے اس کی طرف سے یہ روزے رکھ سکتے ہیں، اس بارہ میں جماعت کا کیا موقف ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 24 مئی 2021ء بقیہ صفحہ 12 پر

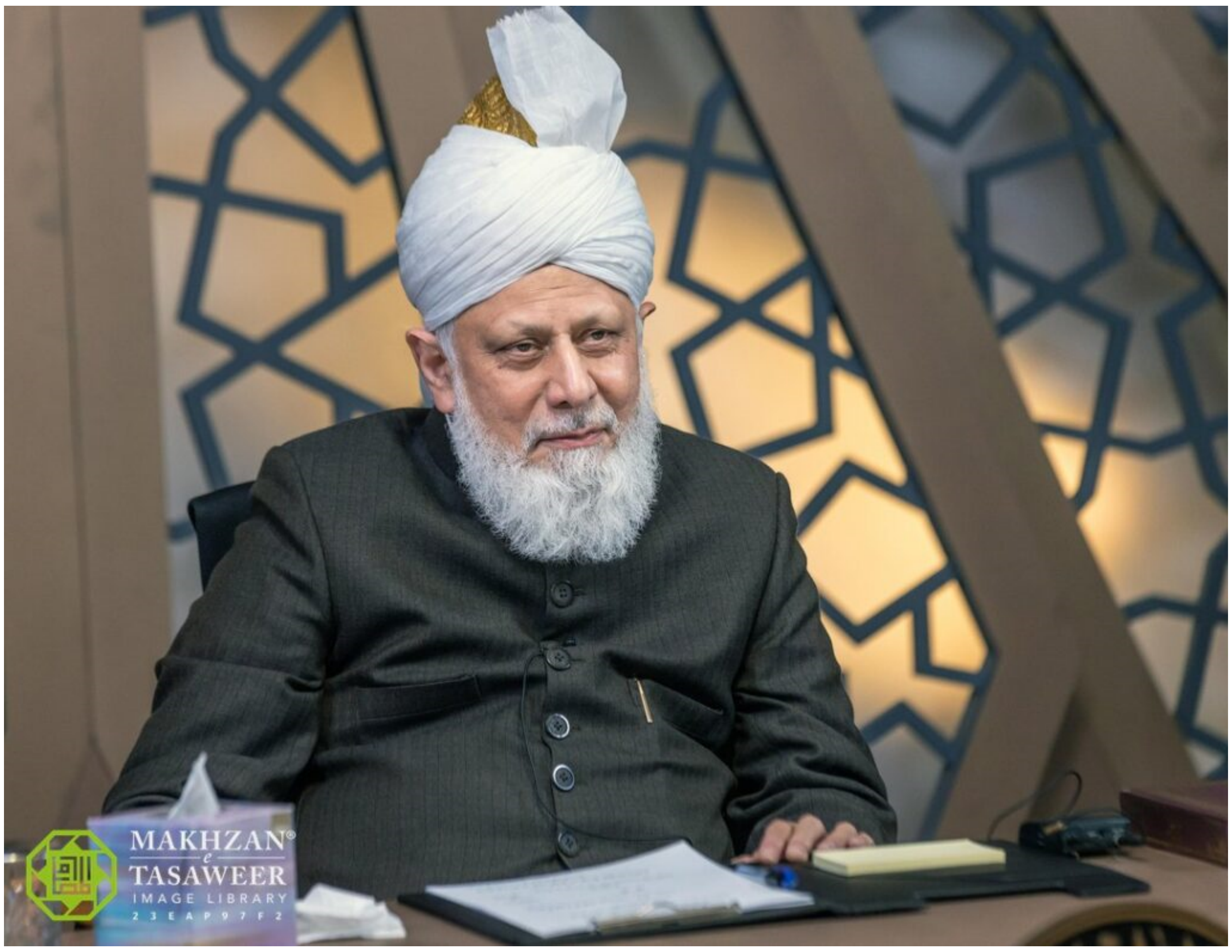

ابو فاضل بشارت

اسلامی سال کا چوتھا قمری مہینہ
ربیع الثانی

اسلامی سال کا چوتھا قمری مہینہ ''ربیع الثانی'' ہے۔ اسے ربیع الآخر بھی کہاجاتا ہے۔ قدیم عربوں میں دومہینوں میں تفریق کے لیے وہ ایک مہینہ کے ساتھ ''قدمن'' کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کے معنی ''الاقدم'' یا ''الاول'' کے ہیں اور اس جیسے دوسرے مہینے کے ساتھ ''اخرن'' یعنی ''الآخر'' یا ''الثانی'' یا ''التالی'' لگادیتے تھے۔ چنانچہ سامی قبائل دومہینوں کا ایک نام ہی استعمال کرتے تھے اور ان دونوں میں تمیز کرنے کے لیے دوسرے مہینے کے ساتھ ''اخرن'' کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کے معنی ''المتاخر'' (بعد میں آنیوالا) اور ''التالی'' (آگے آنیوالا) یا ''الثانی'' (دوسرا) کے ہوتے ہیں۔

ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ اور دیگر نام

کہاجاتا ہے کہ ربیع الاول اور ربیع الثانی کا نام 412 عیسوی میں کلاب بن مرۃ کے دور میں رکھا گیا۔ ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ ربیع الاول والی ہی ہے۔عرب میں یہ دوسرا ایسا مہینہ ہوتا تھا جس میں لوگ اپنے گھروں میں قیام کیے رکھتے تھے اور اپنے مویشیوں کو کھلاتے پلاتے تھے جس کی وجہ سے وہ پھلتے پھولتے تھے اور ماہ صفر میں ہونیوالی لڑائیوں کے نتیجہ میں ہونیوالے نقصانات کو پورا کرتے تھے۔

ربیع الاول اور ربیع الثانی کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس مہینہ میں پھول کھلتے ہیں اور خوشبودار جڑی بوٹیاں اگتی ہیں اور مسلسل بارشیں برستی ہیں جس کے نتیجہ میں ندیاں پانی سے بھرجاتی ہیں۔

(المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام جزء16صفحہ 95)

زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ کو ''بصان'' کہا جاتا تھا۔جس کی جمع ''بصانات'' اور معنی چمک دمک کے ہیں۔بعض کے نزدیک مال کی فراوانی اور کثرت نباتات کی وجہ سے بھی اس کا نام بصان رکھا گیا۔

بعض قبائل عرب اس مہینہ کو ''صوان'' کے نام سے پکارتے تھے حضرت صالحؑ کی قوم ثمود ربیع الاول کو ''مورد'' اور ربیع الثانی کو ''ملزم'' کے نام سے پکارتی تھی۔

عرب میں سال کی تقسیم

اہل عرب میں سال کی تقسیم مختلف زمانوں میں بیان ہوئی ہے۔بعض کے نزدیک سال چار زمانوں میں منقسم ہے جبکہ دوسرا گروہ چھ حصوں میں سال کی تقسیم مانتا ہے۔ علامہ ابوالحسن علی مسعودی (متوفی:346ھ) لکھتے ہیں کہ

''عربوں میں سال کے چار زمانوں کے ناموں میں اختلاف ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سال کا پہلا موسم بارانی یعنی بارشوں والا زمانہ ہوتا ہے جو خزاں کہلاتا ہے پھر سردی کا اور پھر گرمی کا اور اس کے بعد شدید گرمی کا۔ ان میں سے بعض سال کے موسموں میں سے پہلا موسم فصل الربیع کو شمار کرتے ہیں جو کہ زیادہ مشہور اور عام ہے۔عرب کہا کرتے تھے کہ ہم نے فلاں شہر میں خزاں گزاری، فلاں شہر میں سردی کا موسم گزارا، فلاں شہر میں موسم بہار بسر کیا اور فلاں شہر میں موسم گرما پایا۔''

(مروج الذھب للمسعودی جزء 2صفحہ 192)

لیکن اسلامی مہینے سال کے موسموں پر مرتب نہیں ہوئے اور نہ ہی شمسی تقویم پر ان کی بنیاد رکھی گئی جو ہر دفعہ ایک ہی موسم میں ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اسلامی مہینہ کبھی بہار میں آتا ہے تو کبھی خزاں میں کبھی گرمی میں آتا ہے تو کبھی سردی کے موسم میں۔

عرب میں موسموں کی تقسیم

عرب ممالک کے موسموں کے بارہ میں بات کی جائے تو موسم الصیف یعنی گرمی کا موسم اپنی شدت حرارت کی وجہ سے سال کا لمبا موسم ہوتا ہے اور دوسرا موسم الشتاء یعنی سردی کا موسم ہے۔عبرانی میں بھی انہی دوموسموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔عبرانی میں صیف یعنی گرمی کو ''قیز یا قیض'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور شتاء یعنی سردی کو ''خرف'' کہاجاتا ہے۔

اہل عرب میں سے بعض سال کے موسموں کو دوحصوں میں تقسیم کرتے ہیں: 1- صیف (گرمی) 2- شتاء (سردی)

پھر وہ شتاء (سردی) کو دوحصوں میں تقسیم کرتے ہیں پہلا حصہ شتاء(سردی) ہی کہلاتا ہے اور دوسرے حصے کو الربیع کہتے ہیں۔ اسی طرح صیف (گرمی) کو بھی دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا حصہ صیف (گرمی) اور دوسرا حصہ القیظ (شدید گرمی) کہلاتا ہے۔

ایک گروہِ علماء کے نزدیک سال میں چھ موسم ہوتے ہیں۔ الوسمی (بارش کا موسم)، الشتاء (سردی)، الربیع (بہار)، الصیف (گرمی)، الحمیم (شدید گرمی) اور الخریف (خزاں) اور ان کے نزدیک ہر موسم دو مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ دو مہینے الربیع الاول کے ہوتے ہیں۔ دو گرمی کے، دو شدید گرمی کے اور دو الربیع الثانی کے، دو خریف(خزاں) کے اور دو سردی کے مہینے ہوتے ہیں۔

اہل عرب میں موسموں کی ترتیب

مورخین اور علماء لغت کے نزدیک عرب میں سال کا پہلا موسم ''خریف'' ہے جسے وہ اول الربیع کے نام سے پکارتے ہیں کیونکہ موسم ربیع کے شروع میں بارشیں ہوتی ہیں۔عربی میں خریف بارش کو ہی کہاجاتا ہے۔ اس موسم کے بعد سردی کا موسم ''الشتاء'' ہے اور سردی کے بعد موسم گرما ''الصیف'' ہوتا ہے جسے لوگ الربیع کہتے ہیں اور بعض اس موسم کو ''الربیع الثانی'' کا نام دیتے ہیں۔ اس کے بعد شدید گرمی کا موسم ہوتا ہے جسے ''القیظ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی بارہ میں علامہ مسعودی کا حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔

ربیعان سے مراد

اہل عرب کے نزدیک دو طرح کے ربیع ہیں۔ ایک قسم ربیع الشھور ہے یعنی ماہ صفر کے بعد آنیوالے دو مہینے ربیع الاول کا مہینہ اور ربیع الثانی کا مہینہ۔ اس لیے اہل عرب اسے واضح کرنے کے لیے ''شھر'' کا لفظ ساتھ ضرور استعمال کرتے ہیں۔

دوسری قسم ربیع الازمنۃ ہے۔ یعنی موسم ربیع۔ یہ بھی دو ہیں۔ پہلا موسم ربیع الاول جس میں گھاس پوس جڑی بوٹیاں چارہ پھول پودے وغیرہ اگتے ہیں اور دوسرا موسم ربیع الثانی ہے جس میں پھل وغیرہ لگ جاتا ہے۔

گیارہویں کی رسم

برصغیر پاک و ہند میں چھٹی صدی کے مجدد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے بعض لوگ کھانے اور کھیر وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ یہ عموماً ہر سال ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو کیا جاتا ہے اور اس تاریخ کی تخصیص کے بارہ میں اس رسم کے قائلین ایسی قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہیں جن میں گیارہ یا دس کے اعداد کا ذکر ہو۔ جیسے سورۃ یوسف میں اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا (یوسف:5) وغیرہ۔ جبکہ ان آیات سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بالخصوص اس تاریخ کو اس طرح کا کوئی کام کیا جانا لازم ہے۔

اسی طرح حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہ ہے اور نہ ہی سنت نبویؐ اور تعامل صحابہ و تابعین و تبع تابعین اس پر موجود ہے کہ گیارہویں تاریخ کو ہی ایسے کام کیے جائیں۔ جب سنت نبویؐ و سنت خلفائے راشدین اور تعامل امت میں ایسی رسومات کا ذکر سرے سے موجود ہی نہیں تو ایک تاریخ کو مخصوص کرکے اس روز ایسی رسومات بجالانا بدعت میں شمار ہوتا ہے۔ ہاں فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا اور ضرورتمندوں کی مدد کرنا تو موجب ثواب ہے لیکن ان میں رسومات کو شامل کرلینا یہ درست اور جائز طریق نہیں۔

چنانچہ زمانہ کے حکم عدل حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سو آج ہم کھول کر بآواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے، یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جلّشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسولؐ نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں''

(الحکم 10 جولائی 1902ء صفحہ 6)

ایک دفعہ یہ سوال ہوا کہ ''فاتحہ، تیجہ، گیارہویں،عرس کرنا کیساہے؟'' حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جواب فرمایا کہ ''مِنۡ حُسۡنِ اِسۡلَامِہٖ۔۔۔ تَرۡکُہٗ مَالَا یَعۡنِیۡہِ وَاتِّبَاعُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھوالدین۔''

حضرت مصلح موعودؓ سے سوال ہوا کہ ''سنّی لوگ محرم کے دنوں میں خاص قسم کے کھانے وغیرہ پکاتے اور آپس میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا ارشاد ہے؟''

آپؓ نے فرمایا: ''یہ بھی بدعت ہیں اور ان کا کھانا بھی درست نہیں اور اگر ان کا کھانا نہ چھوڑا جائے تو وہ پکانا کیوں چھوڑنے لگے۔ بارہ وفات کا کھانا بھی درست نہیں اور گیارھویں تو پورا شرک ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے: وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ (البقرہ:174)۔ یہ بھی ان میں داخل ہے کیونکہ ایسے لوگ پیر صاحب کے نام پر جانور پالتے ہیں۔''

(الفضل 23 اکتوبر 1922ء جلد 10 نمبر 82)

بقیہ صفحہ 11 پر

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

سیّدنا امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2022ء

3/ اکتوبر 2022ء بروز سوموار

قسط 8

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 6 بج کر 10 منٹ پر مسجد بیت الاکرام ڈیلس میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

- صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ مختلف ممالک سے آنے والی فیکسز، ای میلز اور رپورٹس ملاحظہ فرمانے کے بعد ہدایات سے نوازا۔ یہاں امریکہ سے بھی روزانہ احباب جماعت کے خطوط موصول ہوتے ہیں۔ حضور انور یہ خطوط بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات عطا فرماتے ہیں۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق 11 بج کر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 31 فیملیز کے 119 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز ڈیلس (Dallas) کی مقامی جماعت کے علاوہ

Tulsa, Los Angeles, Orlando, Austin, Portland, San Diego, Fort Worth, Georgia, Philadelphia, Houston

کی جماعتوں سے آئی تھیں۔

آج صبح بھی بعض فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔

Orlando کی جماعت سے آنے والی فیملیز 1106 میل، San Diego سے آنے والی فیملیز 1379 میل جب کہ لاس اینجلس سے آنے والی فیملیز 1433 میل اور فلاڈیلفیا سے آنے والی فیملیز 1473 میل کا سفر طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک تسکین قلب پاتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ بچوں اور بچیوں نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ مختلف مسائل اور مشکلات کا شکار لوگوں نے اپنی تکالیف دور ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ ہر ایک شخص دعاؤں کے خزانے لیے ہوئے باہر آیا اور اپنی مراد پا کر واپس لوٹا۔ دلوں کو سکینت حاصل ہوئی۔ ہر ایک اس بات سے بخوبی آگاہ تھا کہ یہی وہ چند لمحات جو ہم نے اپنے آقا کے قرب میں گزارے ہماری ساری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

مسجد کی تختی کی نقاب کشائی

- ملاقاتوں کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔
- بعد ازاں 1 بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الاکرام میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔
- پروگرام کے مطابق 6 بج کر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں 32 فیملیز کے 129 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج شام کو ملاقات کرنے والی فیملیز

Seattle, Dallas, Fort Worth, Houston, Austin, Georgia, San Diego

اور Bay point سے آئی تھیں۔

آج بھی بعض فیملیز بڑا لمبا سفر طے کر کے آئی تھیں۔ جارجیا سے آنے والی فیملیز 798 میل، San Diego سے آنے والی فیملیز 1379 میل، Bay Point سے آنے والی فیملیز 1712 میل جب کہ سیاٹل سے ملاقات کے لیے آنے والی فیملیز 2095 میل کا طویل سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔

- یہ سبھی وہ لوگ تھے جن کی اکثریت اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے آقا سے شرف ملاقات کی سعادت پا رہی تھی۔ ان کے جذبات، ان کی خوشی ناقابل بیان تھی۔

تاثرات

- عامر محمود ناگی صاحب جو جماعت Fort Worth سے آئے تھے کہنے لگے کہ ملاقات سے پہلے ہمیں اس بات کی فکر تھی کہ ہم حضور کے سامنے بات نہیں کر پائیں گے لیکن جب ہم اندر گئے تو ہمیں اس قدر تسکین ملی کہ ہم حضور کے سامنے کسی چیز پر بات کر سکتے تھے۔
- جارجیا جماعت سے آنے والے دوست کاشف محمود بٹ صاحب نے بتایا کہ حضور نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دنیا میں مالی طور پر کیسے نوازا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور انفاق فی سبیل اللہ میں حصہ ڈالو۔
- ناصر راضی صاحب جو جماعت San Diego سے 1379 میل کا سفر طے کر کے ملاقات کے لیے آئے تھے، کہنے لگے کہ میرا نام پوچھنے پر حضور انور کو فوراً معلوم ہوگیا کہ میں کون ہوں۔ حضور میرے خاندان کے ممبران کو جانتے تھے، میں بہت حیران ہوا کہ حضور یہاں تک مجھے جانتے تھے کہ میری فیملی کے ممبران کہاں رہتے ہیں۔ حضور نے مجھے بتایا کہ آپ کی ایک پھپھو جرمنی میں رہتی ہیں۔ ایک پھپھو فرانس میں رہتی ہیں۔

ناصر راضی صاحب کی چھوٹی بیٹی کہنے لگی کہ آج میرے لیے یہ بہت ہی خاص لمحہ ہے میں اس دن کو کبھی نہیں بھولوں گی۔

- Dallas جماعت کے ایک ممبر حماد جاوید صاحب نے بتایا حضور کو اللہ تعالیٰ نے ایک رعب عطا فرمایا ہے۔ میں بات ہی نہیں کرسکتا تھا۔ میں ڈائلسز پر ہوں اور دن کے آخر وقت میں عام طور پر بہت کمزوری محسوس کرتا ہوں اور کوئی حرکت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن حضور انور کی صحبت میں جو چند لمحات گزارے تو میں نے محسوس کیا کہ میری ساری کمزوری جاتی رہی اور مجھ میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی۔
- احمد جمال صاحب جو ہیوسٹن جماعت سے آئے تھے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ملاقات کے شروع میں مجھے بہت دکھ ہوا کہ میں حضور انور سے مصافحہ نہیں کر سکا۔ لیکن اسی لمحہ حضور نے میری انگوٹھی لے لی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ مس کر کے تبرک کر دیا۔ میرے بیٹے کو بولنے میں رکاوٹ ہے تو حضور نے فرمایا کہ اسے کہو آہستہ بولے وہ بولنے میں بہتر ہو جائے گا۔
- آفتاب منیر صاحب جو جماعت Dallas کے ممبر ہیں کہنے لگے کہ میرے الفاظ میری خوشی کو بیان نہیں کر سکتے۔ مجھ جیسے کمزور انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بابرکت موقع عطا فرمایا۔ میں اللہ کے منتخب بندے کے سامنے تھا اور برکت حاصل کر رہا تھا۔

- جماعت Fort Worth سے آنے والے محمد Antwi صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور نے زیادہ تر گفتگو غانا کے بارے میں فرمائی۔ حضور انور کو غانا کے بارہ میں بہت کچھ یاد ہے۔ حضور انور نے میری بیوی کو بتایا کہ حضور میری بیوی کے گاؤں میں پڑھاتے تھے۔ حضور انور نے غانا کے کرپٹ سیاستدانوں کے بارہ میں بات کی اور فرمایا اگر وہ اپنے وسائل ایمانداری سے استعمال کریں تو غانا عالمی طاقت بن جائے گا۔
- ایک نوجوان خالد Antwi صاحب نے بتایا کہ حضور انور سے مجھے بہت تسکین ملی ہے۔ حضور انور نے مجھے تسلی دلائی کہ میرے کیریئر میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔
- طاہر احمد ملک صاحب جماعت Dallas کے ممبر ہیں کہنے لگے کہ میرے دو بیٹوں نے غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کی ہے۔ میں نے حضور انور کو اپنی خواہش بتائی کہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا احمدی لڑکی سے شادی کرے۔ اس پر حضور نے دعا دی۔
- Dallas جماعت کے ممبر انصر ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور انور کو بتایا کہ میں اردو نہیں بولتا۔ اس پر حضور نے کہا تم ہمیشہ ایشیائی رہو گے اس لیے تم اپنی زبان سیکھو۔

حضور انور نے مجھے انگوٹھی دی اور کہا کہ میں یہ انگوٹھی تمہیں اس شرط پر دے رہا ہوں کہ تم احمدی لڑکی سے شادی کرو گے۔

- جماعت Astin سے ملاقات کے لیے آنے والے دوست عبدالباسط خان صاحب نے کہا میں نے بہت سے اہم مشہور لوگوں سے ملاقات کی ہے اور ان کے اردگرد کبھی گھبراہٹ محسوس نہیں کی لیکن حضور انور سے ملاقات کر کے میں حضور کے سامنے نہ بول سکا اور نہ ہی منہ سے ایک لفظ بھی نکل سکا۔
- Dallas جماعت کے ایک نوجوان سید نعمان خضر صاحب بات کرتے ہوئے رونے لگے۔ ان سے پوری طرح بات نہیں ہو رہی تھی۔ کہنے لگے کہ میں نے حضور سے مل لیا مجھے زندگی میں اور کیا چاہیے۔ مجھے تو سب کچھ مل گیا ہے۔ حضور نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ تم آج مسجد میں نہیں تھے۔ حضور انور مصروف ترین شخصیت اور ایک انتہائی ادنیٰ خادم کو بھی یاد رکھا ہے۔

احباب کے ساتھ باربی کیو کا پروگرام

- ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بج کر 20 منٹ تک جاری رہا۔ آج شام جماعت ڈیلس (Dallas) نے اپنے مقامی احباب اور دوسری مختلف جماعتوں اور مقامات سے آنے والے تمام احباب اور دیگر مہمانوں کے لئے باربی کیو کا انتظام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان تشریف لے گئے اور احباب سے گفتگو فرمائی۔ باربی کیو کے مختلف حصوں سے کچھ لے کر تناول فرمایا اور اس طرح تبرک فرمایا۔ کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس تشریف لے آئے۔

راستہ میں ایک جگہ انور محمود خان صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری تحریک جدید) اور امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ کھڑے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انور محمود خان صاحب سے دریافت فرمایا کہ زائن میں ہفتہ کی شام تقریب کے بعد مہمانوں نے نمائش دیکھی ہے۔ کتنے لوگوں نے نمائش دیکھی؟ اس پر انور محمود خان صاحب نے عرض کیا کہ دو صد (200) سے زائد غیر مسلم مہمانوں نے تقریب کے بعد آ کر نمائش دیکھی اور سبھی متاثر ہو کر گئے ہیں۔

اسی طرح گیارہ صد (1100) سے زائد احمدی احباب نے نمائش کا وزٹ کیا ہے۔

امجد محمود خان صاحب نے بتایا کہ ایک عرب دوست نظام خطیب صاحب جو شکاگو کے رہنے والے ہیں اور سافٹ ویئر انجینئر ہیں انہوں نے نمائش دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے سب بہت اچھا ہے اور درست اور صحیح ہے۔ لیکن ایک بات ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف جماعت احمدیہ کا دفاع نہیں کیا بلکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ کا دفاع کیا ہے اور اسلام کے لئے ایک بہت عظیم خدمت کی ہے۔

- اس پر حضور انور نے فرمایا یہی بات تو میں نے کی ہے۔ ڈوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کرتا تھا اور اسلام کو مٹانے کا اعلان کرتا تھا۔ تب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے دفاع میں کھڑے ہوئے اور اس کو چیلنج کیا۔
- بعد ازاں حضور انور نے انتظامیہ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے یہاں ہر طرف چراغاں کیا ہوا ہے یہاں اس سے ہمسایوں کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ یہاں اللہ کے فضل سے سب ٹھیک ہے۔ صرف مسجد کی تعمیر کے دوران ایک ہمسائے کو شکایت تھی کہ شور ہوتا ہے۔ اس پر فرمایا تعمیر کے دوران تو شور ہوتا ہی ہے۔
- ایک بڑے سائز کا جنریٹر مسجد کے بیرونی احاطہ میں نصب کیا گیا تھا۔ حضور انور نے اس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ انتظامیہ نے عرض کیا کہ یہ بیک اپ کے لیے رکھا ہے۔ اگر کسی وجہ سے بجلی چلی جاتی ہے تو یہ خود بخود آن ہو جائے گا۔
- بعد ازاں 8 بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد تشریف لے آئے اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

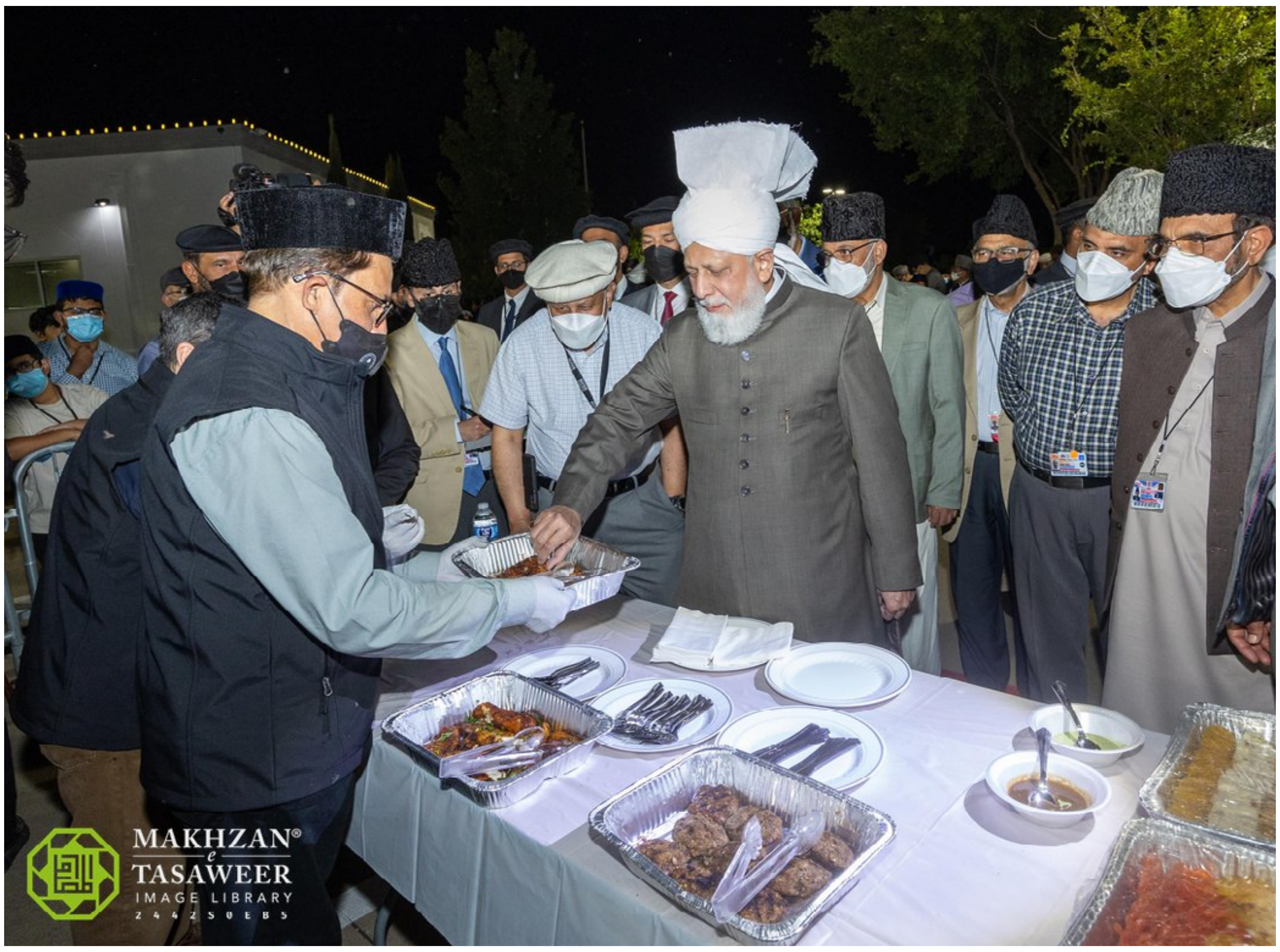

آر ایس بھٹی

ہمارے ماموں جان

چوہدری خالد سیف اللہ خان مرحوم

ہمارے ماموں جان چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب 16 ستمبر 2018ء بروز اتوار، سڈنی، آسٹریلیا میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

بہت نیک، متقی، پرہیز گار انسان تھے۔ ان کی والدہ (آمنہ بیگم صاحبہ) اور والد صاحب (چوہدری محمد یعقوب خان صاحب) دونوں ہی قادیان کے تعلیم یافتہ تھے۔ ماموں جان کا بچپن قادیان کی پاکیزہ فضا میں گزرا۔ علم دوست گھرانہ تھا۔ ماموں جان کی طبیعت میں ایک طرح کی معصومیت پائی جاتی تھی۔ لیکن علم بہت وسیع تھا۔ مشورہ بہت اچھا دیتے تھے۔ لیکن اگر کسی بات کا علم نہ ہو تو فوراً لاعلمی کا اظہار کر دیتے تھے۔ غیراز جماعت افراد ان کے بارے میں کہا کرتی تھے کہ عالم تو بہت دیکھے لیکن عالم باعمل پہلی بار دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ ذہانت غیرمعمولی تھی، کہتے ہیں کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ ان کی والدہ ان کے بارے میں کہا کرتی تھیں "خالد بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔" انہوں نے اپنی والدہ سے پانچ سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پڑھ لیا تھا۔ پہلے چھ ماہ میں قاعدہ یسرنا القرآن ختم کیا اور اگلے چھ ماہ میں قرآن کریم ناظرہ مکمل پڑھ لیا۔

اپنی کتاب "مکتوب آسٹریلیا" میں اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اللہ نے فضل فرمایا کہ بچپن ہی سے میرے دل میں قرآن کریم سیکھنے کی خواہش ڈال دی اور اس کے لیے اسباب بھی پیدا فرمادیئے۔"

ہماری والدہ (امینہ مبارکہ صاحبہ) کہتی ہیں:

"بھائی جان کو قرآن کریم سے بہت پیار تھا۔ اباجی کام پر جاتے ہوئے بھائی کو ہمیں قرآن پڑھانے کا کہہ جاتے۔ انہوں نے مجھے اور چھوٹے بھائی کو قرآن کا کچھ حصہ باترجمہ پڑھایا۔ بعض الفاظ کے کئی معنی بتاتے۔ پڑھا کر امتحان لیتے تھے اور انعام بھی دیتے تھے۔ کشتی نوح کے سوال لکھواتے بعد میں امتحان لیتے اور انعام بھی دیتے تھے۔"

جن دنوں فیصل آباد میں تعینات تھے تو وہاں افراد جماعت کو قرآن پڑھاتے تھے۔ جب ان کی تبدیلی لاہور ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا: خالد سیف اللہ لاہور آرہے ہیں، ان سے فائدہ اٹھائیں۔

ہماری والدہ بیان کرتی ہیں کہ "اباجی جو بھی نئی کتاب مرکز میں چھپتی لے کر آتے اور بھائی جان کو پڑھنے کے لیے دیتے۔ ہم جب کچھ بڑے ہوئے تو دیکھتے رہتے کہ جب بھائی جان کتاب پڑھ کر رکھیں گے تو ہم پڑھیں گے۔ پھر ہم بھی پڑھتے۔ ہمارے دادا جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتی تبلیغ سے احمدی ہوئے۔ ایم ٹی اے اور الفضل ربوہ میں "خوش نصیب لوگ" کے عنوان سے دادا جان (چوہدری محمد خان صاحب) کی بیان فرمودہ روایت آیا کرتی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے بچے وقف کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ یہ روایت حضرت مرزا بشیراحمد صاحب نے اپنی کتاب "سیرت المہدی" میں درج فرمائی ہے۔ دادا جان موصی تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی تحریک پر بڑے بیٹے (محمد طفیل خان صاحب) کو وقف کیا اور دینی تعلیم والے اسکول میں پڑھایا اور چھوٹے بیٹے، ہمارے اباجان (چوہدری محمد یعقوب خان صاحب) کو دنیاوی تعلیم والے اسکول میں پڑھایا۔ اباجی ریٹائرمنٹ کے بعد لمبا عرصہ انسپکٹر انصار اللہ بھی رہے۔ دادا جان کے والد صاحب چوہدری ملنگ خان صاحب (نمبر دار موضع گل منج) کی بیعت کی منظوری ان کی وفات کے بعد آ گئی تھی۔ یہ بات ہمارے والد صاحب نے کئی مرتبہ ہم سے بیان کی۔"

ماموں جان بہت ایماندار افسر تھے ہمارے والد صاحب (عبدالحمید بھٹی) بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بڑے آدمی نے ان سے کوئی سفارش کروانی تھی وہ بہت قیمتی قالین (بطور رشوت) ان کی غیرموجودگی میں گھر دے گیا۔ جب ماموں جان گھر واپس آئے تو اسی وقت انہوں نے وہ قالین واپس بھجوایا۔

الیکٹریکل انجینئر تھے۔ واپڈا سے چیف انجینئر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور آسٹریلیا امیگریشن پر چلے گئے۔ چونکہ بہت ذہین تھے آسٹریلیا جا کر قریباً پچپن 55 سال کی عمر میں وہاں کے پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کر کے دوبارہ ملازمت حاصل کی۔

انہیں خدا نے تقریر کا بہت ملکہ عطا کیا تھا ان کی تقاریر بہت علمی ہوتیں آسٹریلیا سے آنیوالے کہتے تھے کہ ان کی تقریر ہمارے جلسے کا اہم جزو ہوتی ہے۔

ماموں جان کے اکثر مضامین الفضل میں شائع ہوئے۔ ان مضامین کا انتخاب "مکتوب آسٹریلیا" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ یہ کتاب جماعت کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔ بہت اچھے مختصر علمی مضامین کا مجموعہ ہے۔

مکرم نصیر احمد قمر صاحب (جن کی تحریک پر ماموں جان نے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کروایا) اس کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب ان آسمانی و نورانی ذرائع ہدایت سے فیضیاب ہوتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی سے اور بڑی نفاست اور سلاست کے ساتھ سادہ مختصر مگر اثرانگیز الفاظ میں خیالات و محسوسات کو قارئین کے لئے پیش کرنے کا ملکہ رکھتے ہیں۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ"

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی کتاب "انگلش ٹریس ٹو ایریبک" کا اردو میں خلاصہ تیار کیا۔ حضرت شیخ صاحب نے اس کی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

جن دنوں واپڈا میں ایگزیکٹو انجینئر تھے۔ بہت سے غریب نوجوانوں کی ملازمت کے حصول کے لیے مدد فرمائی۔

خلافت کے شیدائی تھے۔ خلفائے سلسلہ کے ساتھ ہمیشہ اطاعت و وفا کا تعلق رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے 2013ء کے آسٹریلیا کے دورے کے دوران ازراہ شفقت ماموں جان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ یہ سعادت بھی ان کے حصہ میں آئی۔

حس مزاح بھی بہت اچھا تھا۔ جب ان کی کتاب چھپی تو انہوں نے ہماری والدہ کو بھی بھجوائی۔ ہماری امی چونکہ چھوٹی بہن ہیں اور اکلوتی ہونے کی وجہ سے لاڈلی بھی۔ انہوں نے کتاب تو بعد میں پڑھی، پہلے کتاب کے پیچھے چھپی ہوئی ماموں جان کی تصویر پر احتجاجی فون آسٹریلیا کر دیا۔ کہنے لگیں بھائی جان یہ آپ نے کیسی تصویر لگائی ہے، آپ ایسے تھوڑی ہیں، کوئی اچھی تصویر لگانی تھی اور وہ اپنے مخصوص قہقہے کے ساتھ بار بار کہتے رہے "میری شادی ہوگئی ہوئی ہے، میری شادی ہوگئی ہوئی ہے، اب نہیں کسی نے مجھے پسند کرنا۔"

وفات سے کچھ عرصہ قبل ہماری والدہ نے فون کر کے انہیں کہا کہ لگتا ہے آپ کی طبیعت اچھی نہیں کہنے لگے تمہیں کیسے پتہ؟ امی جان نے کہا پہلے آپ پندرہ دن بھی نہیں گزرنے دیتے تھے اور ضرور فون کرتے تھے اب مہینہ ہو جاتا ہے آپ کا فون نہیں آتا۔ سن کر بہت ہنسے بہت خوش ہوتے رہے کہنے لگے صرف کمزوری ہے آہستہ آہستہ دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

حضور نے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21/ستمبر 2018ء میں ان کا ذکر خیر فرمایا اور ان کے دادا جان کا بیعت کا واقعہ بیان فرمایا اور ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ جَزَاكَ اللّٰہُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

وہ ہمارا تعارف تھے، ہماری پہچان، ہماری سر تھے۔ ان کے جانے سے ایک دور ختم ہوا، ایک باب رخصت ہوا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہمارے بزرگوں کی نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اسلامی سال کا چوتھا قمری مہینہ ..... از صفحہ 8

ماہ ربیع الثانی کے دیگر اہم تاریخی واقعات

عہد نبویؐ اور عہد خلفائے راشدین میں ماہ ربیع الثانی میں کئی اہم تاریخی واقعات ہوئے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے 12 روز بعد ربیع الثانی 1ھ میں فرض نمازوں میں اضافہ ہوا۔ (البدایۃ والنہایۃ جزء3 صفحہ 283) ہجرت کے چودہ ماہ بعد ربیع الثانی کے مہینہ میں حضرت نعمان بن بشیرؓ کی ولادت ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق زوجۂ رسولؐ حضرت زینب بنت خزیمہؓ کی وفات ربیع الثانی میں ہوئی۔ ابن اسحاق کے قول کے مطابق غزوہ ذات الرقاع ربیع الثانی میں ہوئی۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جزء3 صفحہ 69) بعض روایات کے مطابق مواخات مدینہ اسی بابرکت مہینہ میں ہوا۔

غزوہ بحران ربیع الثانی 3 ھ میں ہوا۔ سریہ ابوعبیدؓ بجانب ذی القصہ اور سریہ محمد بن مسلمؓ بجانب بنی ثعلبہ ربیع الثانی 6ھ کو ہوئے۔ سریہ زید بن حارثہؓ بجانب جموم ربیع الثانی 6ھ میں ہوا۔ سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی بجانب حبشہ ربیع الثانی 9 ھ کو ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قبیلہ طے کی طرف ربیع الثانی 9ھ کو بھجوایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الثانی 10 ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا۔ ربیع الثانی 11 ھ میں لشکر اسامہ نے شام کا سفر جاری رکھا۔ (ان تمام واقعات کی تاریخ کا ماخذ البدایۃ والنہایۃ اور المنتظم فی تاریخ الملوک والامم وغیرہ ہیں۔)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: بنیادی مسائل کے جوابات...... از صفحہ 7

میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں، اس لئے ان کا ثواب اسی شخص کو پہنچتا ہے جو ان عبادات کو بجالاتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک میت کی طرف سے نماز اور روزے رکھنا مرنے والے کی اولاد کی ذمہ داری نہیں ہے۔

فقہاء کی اکثریت جن میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالک اور امام شافعیؒ شامل ہیں، ان روزوں کے رکھنے کو درست نہیں سمجھتے اور ان کی بھی یہی دلیل ہے کہ روزہ ایک بدنی عبادت ہے جو اصول شرع سے واجب ہوتی ہے اور زندگی اور موت کے بعد اس میں نیابت نہیں چلتی۔

(الفقہ الاسلامی و ادلتہ کتاب الصوم، از ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی)

باقی جہاں تک کتب احادیث میں اس قسم کی روایات کے بیان ہونے کا تعلق ہے تو علماء حدیث اور شارحین نے ان روایات کی تشریح میں اس سے مختلف روایات کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً میت کی طرف سے اس کے اولاد کے روزہ رکھنے والی روایات حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں، لیکن کتب احادیث میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے یہ روایت بھی موجود ہے کہ وفات یافتہ کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اس کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم بَاب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی اس قسم کی روایات میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ سوال پوچھنے والا مرد ہے اور دوسری جگہ عورت۔ اسی طرح روزوں کے بارہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے تھے یا نذر کے روزے تھے۔ نیز ایک جگہ روزوں کی بابت پوچھا جارہا ہے اور دوسری جگہ حج کی بابت پوچھا ہے۔

(شرح بخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ جلد سوم صفحہ 630 کتاب الصوم)

پس اس قسم کے اختلافات کی وجہ سے محدثین میں بھی میت کی طرف سے روزے رکھنے کے بارہ میں مختلف آراء پائی جاتی ہے لیکن کسی نے بھی اسے واجب قرار نہیں دیا۔

البتہ میت کی طرف سے کوئی ایسا کام کرنا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو تو وہ ایک صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔

دعا کا تحفہ

نماز تہجد کی دعائیں

حضرت عاصمؒ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ رات کی نماز کیسے شروع کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔حضور ﷺ جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو دس دس مرتبہ تسبیح، تحمید اور استغفار کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(نسائی کتاب قیام اللیل)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے عافیت سے رکھ اور مَیں قیامت کے روز کی تنگی اور سختی کی جگہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 69-70)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

فقہی کارنر

صاحب توفیق کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) فرماتے تھے کہ جیسے زکوٰۃ یا صدقہ سادات کے لئے منع ہے ویسا ہی صاحب توفیق کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے یہ سُنا ہوا ہے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آج کل سخت اضطرار کی حالت میں جبکہ کوئی اور صورت نہ ہو۔ ایک سیّد بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 566)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

عموماً ہر گھر میں بچوں کو کئی باتوں پر سمجھایا جاتا ہے کئی دفعہ بات کرنے کا لہجہ ایسا ہوتا ہے کہ بچوں کے سر کے اوپر سے بات گزر جاتی ہے اور ذرا اثر نہیں ہوتا۔سورۃ لقمان میں حضرت لقمانؑ جب اپنے بیٹے کو نصائح کرتے ہیں تو بیٹے کا نام نہیں لیتے بلکہ اے میرے بیٹے! کہہ کر پیار سے مخاطب کرتے ہیں۔ مائیں جب اکثر لاڈ پیار سے سوہنا، مٹھو، میرا چاند کہہ کر بلاتیں ہیں تو بچے دوڑے چلے آتے ہیں، اسی طرح بچوں کو نصائح کرتے وقت بھی حکیمانہ طرز سے حضرت لقمانؑ کی طرح کا پیار کا انداز اختیار کیا جائے تو بات کا ضرور اثر ہوگا، ان شاء اللہ۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

28/اکتوبر2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:04	17:47
مدینہ منورہ	05:07	17:45
قادیان	05:19	17:43
ربوہ	04:59	17:23
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:19	17:45